

آیت الکرسی

از

مولانا عبداللہ العماوی

(۱)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو بات بیان کی ہے کھول کر بیان کی ہے۔ اس کو دنیا کے ہر ایک طبقہ کی ہدایت کرنا ہے۔ اس لئے انداز بیان اس قدر واضح و سلیس ہے کہ اعلیٰ و ادنیٰ سب اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور نئی فہم و سمجھت سے لے کے پرانی امیر کانی جماعت تک کو اس کی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل ہے، لیکن دشوار پسند طبیعتیں اتنی ساری توضیح پر بھی قرآن کے مفہوم میں اس قدر مختلف ہیں اور ان اختلافات نے اتنے دور از کار جھگڑے پیدا کر رکھے ہیں کہ ایک ایک کے مقابلہ و تکذیب پر آمادہ ہے!

یہ اختلافات بیشتر ایسے ہیں جو قرآن کے طرز و ادب میں غور نہ کر نیکی وجہ سے واقع ہوئے ہیں۔ قرآن کے انداز بیان و اسلوب کلام میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے سیدہ طبیعتیں خود اسکو سچ در سچ بنا تی جاتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ الفاظ سے مطلب نکالاجاتا فلسفہ کی نظر سے اس میں سختہ آفرینی کی جاتی ہے اور مضمون میں اور کبھی کبھی پڑتی جاتی ہیں۔

ذوق عشق است کہ دشوار پسند افتاد است

ورنہ سودائے سر زلف تو دشوار نبود

مثلاً:-

قرآن نے ایک مقام پر تو صیح کی ہے کہ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (خدا کی کرسی آسمان و زمین کو وسیع ہے) اہل نظر کو کرسی کا مفہوم متعین کرنا تھا اس لئے خوب خوب توجیہیں کی گئیں۔ اور پھر کسے بوجہ فہم گمانے داروں کا نظارہ اچھی طرح آنکھوں کے سامنے آگیا۔ یہ اختلافات قابل دیدہ ہیں۔

الف۔ کرسی اس جگہ کا نام ہے جس پر قدم ٹکاتے ہیں۔

ب۔ کرسی اس جگہ کا نام ہے جہاں خدا کے پاؤں ٹکے ہیں یہ جگہ (کرسی) عرش کے روبرو ہے۔

ج۔ خدا کی کرسی اتنی بڑی ہے کہ آسمان و زمین اس کے جوف میں سما سکتے ہیں۔

د۔ خدا کا عرش کرسی سے بھی بڑا ہے اور اس قدر بڑا ہے جیسے ایک میدان میں لوہے کا چھوٹا سا

حلقہ بے حقیقت سا نظر آ رہا ہو۔

۱۔ عرش و کرسی دونوں ایک ہیں۔

۲۔ خدا کی کرسی آسمان کے اوپر ہے۔

۳۔ خدا کی کرسی زمین کے نیچے ہے۔

۱۔ عن علی بن مسلم الطوسی عن عبد الصمد بن عبد الوارث عن ابیہ عن محمد بن حجاج عن سلمة ابن کھیل عن عمارۃ بن عمیر عن ابی موسیٰ قال الخ۔

۲۔ عن موسیٰ بن ہارون عن عمرو عن اسباط عن السدی۔

۳۔ عن السدی۔

۴۔ عن یونس عن ابن وہب عن ابن زید عن ابیہ و بروایۃ اخری عن ابی ذر۔

۵۔ عن المثنی عن اسحاق عن ابی زہیر عن جویر عن الصنیع عن الحسن۔

۶۔ عن الحسن وقال النیسابوری قد وردت الاجنار بان الکوسی دون العرش ونوب السملہ لیساً

۷۔ روی النیسابوری فی رغائبہ عن السدی ان الكرسي تحت الارض۔

سبح۔ خدا کی کرسی میں زمین و آسمان سب سما سکتے ہیں۔ خدا اس پر بیٹھا کرتا ہے اور اُس کرسی میں اس کی پوری سمائی ہو جاتی ہے۔ چار انجل بھی زیادتی نہیں ہونے پاتی۔ اُس سے چرچراہٹ کی آواز بھی آتی ہے جس طرح کسی بھاری بھکم آدمی کے بیٹھنے سے چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔

ان اختلافات سے کرسی کا مفہوم تو کیا واضح ہوتا خدا کی خدائی میں شک پڑ گیا۔ کرسی کو ایک مقام یا محل مانو۔ خدا کو جسم قرار دو۔ اس کی نشست کے لئے تخت و کرسی بناؤ۔ اور انسان سے خدا کی مشابہت ثابت کرنے کے لئے اس قدر مبالغہ کرو کہ کرسی پر بیٹھنے میں بعض اوقات چولوں سے جو آواز نکلتی ہے اس کی تحقیقات بھی کر چھوڑو۔ اب بات کیارہ گئی۔ خدا سے ایک یارانہ و اتحاد کا ثبوت دنیا باقی تھا۔ شاعری نے اس کی تکمیل بھی کر دی۔ ”وہ کہے اللہ ہو اور میں کہوں اللہ ہوں!“

(۲)

اہل علم کے لئے یہ موقع نہایت نازک تھا۔ انہیں چارنا چار کسی طرح بات کو سلجھانا پڑا۔ علامہ زرخش نے مقالہ روزی نے اس کی نہایت لطیف توجیہ کی ہے صاحب رفائب فرماتے ہیں۔

قيل المقصود من الكلام تصوير عظمة الله
وكبريائه ولا كرسى ثم ولا قعود ولا قاعد
واختاره جمع من المحققين كالققال
والزرخش تقريره انه يخاطب الخلق في
تعريف ذاته وصفاته بما اعتادوا في
هلو كهم من ذلك انه جعل الكعبة
بيتا له يطوف الناس به كما يطوفون

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کلام کی غرض دراصل خدا کی عظمت
وجلال کی تصویر کھینچنا ہے۔ ورنہ حقیقت میں نہ وہاں کرسی ہے
نشست ہے اور نہ کوئی بیٹھنے والا ہے اس توجیہ کو مقالہ و
زرخش جیسے محققوں کی ایک جماعت نے پسند بھی کیا ہے
اس کی تقریر یوں ہے کہ خدا اپنی ذات و صفات سے
روشناس کرانے کے لئے مخلوقا سے اسی طرح خطاب کرتا ہے
جس کے خوگر پادشاہوں کے ساتھ لوگ ہوا کرتے ہیں مثلاً

عن عبد الله بن ابي زياد القسطنطاني عن عبد الله بن موسى عن اسرائيل عن ابي اسحاق عن عبد الله بن جليفة

بیوت ملوکہم و امر الناس بزیارتہ کما یزور
الناس بیوت ملوکہم و ذکر الحجر الاسود
انہ یمین اللہ فی ارضہ ثم جعلہ مقبل
الناس کما یقبل ایدی الملوک و کذلک ما
ذکر فی القیامۃ من حضور الملائکۃ والتین
والشہداء و وضع الموازین و علیٰ ہذا القیامۃ
اثبت لنفسہ عرشا فقال: "الرحمن علی
العرش استوی" و وصف عرشہ فقال
"وکان عرشہ علی الماء" ثم قال: "و
تروی الملائکۃ حاقین من حول العرش" ثم
قال: "و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ
ثمانیۃ" ثم اثبت لنفسہ کرسیا ولما
توافقنا ان المراد من الالفاظ الموهمة
للتشبیہ فی الکعبۃ و الطواف و الحجر
ہو تعریف عظمۃ اللہ و کبریائہ فلذا
الالفاظ الواردة فی العرش و الكرسي
کتبہ و طواف و حجر کے الفاظ جن سے تشبیہ کا وہم پیدا ہوتا ہے۔ اس میں ان الفاظ سے خدا کی عظمت و کبریائی کو
رہناس کرنا مقصود ہے اس لئے عرش و کرسی کے باب میں جو الفاظ وارد ہیں۔ ان سے بھی یہی مراد ہوگی۔

۴۹
۱۵
۱۵

یہ تاویل ماننے کے قابل ہے لیکن پہلے یہ فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ جن الفاظ کی تاویل کی جاتی ہے وہ آیا واقع میں تاویل طلب ہیں؟ اور طواف کعبہ۔ بوسہ حجر اسود۔ قیامت میں قرستوں پتھروں اور شہیدوں کا دربار۔ انسانی اعمال کو تولد والی ترازو۔ عرش بکرسی۔ ان سب کا آیا وہی مفہوم ہے جس کے ہم لازمہ انسانی سمجھ رہے ہیں؟ اور خدا کی خدائی کو اس سے منترہ و مبرا مان کر بات بنانے کی فکر میں ہیں یہ فیصلہ ہو گیا تو مسأله خود بخود واضح ہو جائے گا۔ اور قرص آفتاب کو شعلے کر ڈھونڈھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

(۳)

اس مقام پر ہم کو صرف آیتہ زیر بحث کی تحقیق کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ کرسی کے لفظ سے تاویل کی شاخیں پھوٹی ہیں۔ اس لئے پہلے اسی معنی کو حل کر لینا چاہئے۔ وہ مشہور آیت جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے تمام کمال یوں ہے :-

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ
سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ
إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ
عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ
حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

اللہ وہ ذات پاک کہے (اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ
کا رخانہ عالم کا) سنبھالنے والا۔ نہ اس کو اذگھ آتی ہے
اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ
زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی
جناب میں (کسی کی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کے
پیش آرہا ہے (وہ) اور جو کچھ ان کے پیچھے (ہو گزرا ہر
(وہ) اس کو سب معلوم ہے اور لوگ اس کے معلومات
میں سے کسی چیز پر بھی حاوی نہیں مگر جتنے پردہ چاہے اس کی
کرسی آسمان و زمین (سب) پر حاوی ہے۔ اور آسمان و زمین کی حفاظت اس پر (مطلق) اگر ان نہیں اور وہ

بڑا عالیشان ہے اور اس کی بڑی بارگاہ ہے۔

اس آیت میں اتنی باتیں مذکور ہیں۔

الف۔ اکیلا ایک خدا ہی معبود ہونے کے لائق ہے اس لئے کہ شان معبودی صرف اسی کی ذی

سے مخصوص ہے۔

ب۔ وہ زندہ ہے اور سارے جہان کے کام سنبھالے ہوئے ہے۔

ج۔ غفلت کا اس میں دخل تک نہیں کام میں لگا ہوا ہے؛

د۔ ارادہ کا پتلا ہے؛

ه۔ اس کا علم نہایت وسیع ہے؛

و۔ آگے بچھے سب کا اس کو علم ہے؛

ز۔ اس کا علم ایسا نہیں ہے کہ کوئی اپنی طاقت کے بل سے اس پر حاوی ہو جائے؛

ح۔ اس کی کرسی ہیں آسمان و زمین سب کی سمانی ہے؛

ط۔ آسمان و زمین کتنے ہی بھاری بھرکم ہوں لیکن خدا ان کی حفاظت سے نہیں تھکتا؛

ی۔ وہ بڑا برتر و بلند مرتبہ ہے؛

اس ترتیب پر غور کرو اور دیکھو کتنا اچھا سل ہے۔

لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ خداے واحد کو معبود مانو۔ اس لئے کہ معبود ہونے کے لئے جتنے اوصاف

ہو سکتے ہیں وہ اس کی ذات میں اور صرف اسی کی ذات میں پائے جاتے ہیں

یہ اوصاف درجہ بدرجہ بیان کئے ہیں جن میں صفت علم پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور کسی طرح

یہ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ سے منقول ہے مولوی صاحب موصوف نے کرسی کے معنی میں اقوامین میں سلطنت بیان کی ہے

عظیم کے معنی (بڑی بارگاہ) بتائے ہیں جو محض غلط ہیں۔ عظیم کے اصل معنی تو صاحب عظمت کے ہیں۔

اس خصوصیت پر روشنی ڈالی ہے۔

ادمان کی جو بیداری رفتار قائم کی ہے اس کا اسلوب دیکھنے کے قابل ہے ہر ایک صفت کا پورا پورا اپنے بعد والی صفت کے اوپری حلقہ سے لگا ورکتا ہے لیکن صفت (ح) کو (ط) سے تو لگاؤ ہے۔ مگر ز کے لئے لگاؤ نہیں ہے علم کے ساتھ کرسی کو کیا مناسبت ہے؟

کرسی سے اگر بیٹھنے ہی کی کرسی مراد ہے اور وہ بھی اتنی بڑی کہ آسمان وزمین کو حاوی ہو تو جہاں یہ صفت بیان کی تھی کہ خدا آسمان وزمین کی حفاظت سے نہیں تھکتا۔ وہاں اسی ذیل میں کرسی کا تذکرہ کیا کہ نظر انداز کر دیا گیا کرسی تو آسمان وزمین سب سے بڑی تھی۔ بڑی چیز کو چھوڑ کر چھوٹی چیز کے بار اٹھانے کے تذکرہ میں کیا بلاغت ہو سکتی ہے؟

(۴)

واقعہ یہ ہے کہ کلام عرب میں اور آل ”کرسی“ وہ ہے جس کا لوگ سہارا لیتے ہیں، زجاج کا قول ہے۔
 الَّذِي يُعْرَفُ مِنَ الْكُرْسِيِّ فِي اللَّغَةِ الشَّيْءُ الَّذِي يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ (کرسی کے متعلق زبان میں جو معروف ہے وہ اسی قدر ہے کہ کرسی وہ ہے جس کا سہارا لیں) اسی لحاظ سے جس پر حکومت غالب تھی اور حکومت ہی کو بڑا سہارا مانتا تھا اس لئے ”کرسی“ کے معنی حکومت قرار دیے، جو بیٹھنے کی چیز کے سہارے پر قانع تھے وہ اس سے کرسی متعارف سمجھے اور جن کی نظر خاص کلام عرب پر تھی ان کے نزدیک سب سے بڑا انسانی سہارا علم تھا اس لئے ”کرسی“ کے معنی علم کے ہو گئے، قدامت الہی زبان میں علم کے لئے کرسی کا لفظ متداول تھا کہتے تھے: كُرْسِي الْوَجَلِ - ای از د حور علمہ علی قلبہ۔

آؤ اس کے فیصلہ کے لئے سلف صالح کو حکم بنائیں۔

علامہ ابو جہر ابن جریر طبری بن کی وفات کو ایک ہزار برس سے زیادہ زمانہ گزر چکا ہے
 لہ لسان العرب ج ۸ ص ۷۷، ۷۸ ابن جریر طبری نے ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔ ان کی تفسیر کی نسبت علامہ ابو حامد اسفہانی
 ۶۹۲۲ھ

ہر ایک بات میں روایت کے پابندی اور گو ان کا خاص ذوق یہ ہے کہ حدیث کے نام سے چاہے کیسی ہی بات کہی جائے وہ سب کی روایت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تاہم بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر ایک بات کے متعلق مختلف انداز کی روایتیں جمع کر دیتے ہیں جن سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلاں آیت کا کیا مطلب سمجھتے تھے اور ان کی اس بات میں کیا رائے تھی۔ اس آیت کی تفسیر میں بھی جب معمول متعدد روایتیں بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

اما الذی یدل علی صحۃ ظاہر القرآن
فقول ابن عباس الذی رواہ جعفر بن
ابی مفرۃ عن سعید بن جبیر عنہ
انہ قال: "هو ای الكرسي علمہ" و
کذا لک لدلالة قوله تعالى ذکرہ "ولا
یؤدہ حفظہما" علی ان ذلک لک
فاخبر انہ لا یؤدہ حفظہما علم و
احاط بہ مما فی السموات والارض
ولما اخبر عن ملائکته انہم قالوا
فی دعائهم "ربنا وسعت کل شیء
رحمة وعلما" فاخبر تعالیٰ ذکرہ

لیکن وہ بات جس کے صحیح ہونے پر کھلم کھلا قرآن دلالت
کر رہا ہے تو وہ ابن عباس کا قول ہے جسے جعفر بن مفری نے
سعید بن جبیر کے حوالے سے بیان کیا کہ ابن عباس کہتے تھے کہ۔
آیت الکرسی میں "کرسی سے مراد خدا کا علم ہے"۔ ابن عباس نے
یہ بات اس لئے کہی کہ آیت "آسمان وزمین کی نخبانی خدا کو
نہیں چھکا تی" خود اس پر دلیل ہے۔ خدا نے اطلاع دی ہے کہ
آسمان وزمین میں جو کچھ بھی ہے خدا کو سب کا علم ہے اور سب
وہ محیط ہے۔ ان میں کسی کی حفاظت اس کو چھکا نہیں سکتی۔ اسی
طرح اپنے فرشتوں کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ اپنی دعائیں کہتے ہیں
"اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر ایک چیز کو
وسیع ہے"۔ اس مذکور سے یہ آگاہ کرنا مقصود تھا کہ خدا کا علم

تخلہ صفحہ ۲۱۸۔ کی رائے ہے کہ لوسا فورجل الی الصین حتی یحصل لہ کتاب تفسیر محمد بن جریر لہر دیکھ
ذلک کثیرا۔ (تفسیر ابن جریر کے نسخے کے لئے اگر کوئی شخص چین تک چلا جائے تو یہ کوئی بڑی بات نہ ہوگی ملاحظہ ہو طبقات
الشافعیۃ لابن اسبکی ۱۳۲ھ میں یہ تفسیر مصر کے مطبع مینبہ میں چھپ گئی ہے؛

ان علمہ وسع کل شیء فکذلک قولہ
 ”وسع کرسیہ السموات والارض
 واصل الکرسی العلم ومنہ قیل
 للصحیفۃ یكون فیہا علم مکتوب
 کراسۃ ومنہ قول الراجزی
 صفة قانص :-

”حتی اذا ما اختارها تکرسا
 یعنی علم ومنہ یقال للعلماء
 الکرسی لانہم المعتمد علیہم
 لکما یقال اوتاد الارض یعنی بذلک
 انہم العلماء الذین تصلح بہم
 الارض ومنہ قول الشاعر -

تحف بہم بیض الوجوہ وعصبۃ
 کراسی بالاحداث حین تنوب
 یعنی بذلک علماء بچواد ثالاموا
 ونوا زلہا -

قدیم بزرگان اہل تشیع کو بھی اس معنی سے اتفاق ہے اور ائمہ اثنا عشریہ و امام ابو جعفر
 ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہی مطلب ماثور ہے۔ اس فرقے کے سب سے بڑے مفسر علامہ طبرسی میں جن کی کتاب
 ہے تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۸۷۷ -

ہر چیز کو حاوی ہے لہذا اسی طرح آیت ”اس کی کرسی آسمان
 وزمین کو حاوی ہے“ میں کرسی سے مراد علم ہی ہے یعنی خدا کا
 علم آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب کے حاوی ہے مگر کسی کے اصلی
 معنی بھی علم ہی کے ہیں۔ کراہی اسی نقطہ سے منکسر ہے جس کے
 معنی خبر دینا ہے جس میں علمی باتیں لکھی ہوتی ہیں۔
 راجز شاعر نے اسی بنا پر ایک شکاری کی صفت میں کہا تھا
 ”حتی اذا ما اختارها تکرسا“

اس میں تحریر ”علم ہی مراد ہے بلکہ کو بھی اسی سے کرسی
 ہیں۔ کیونکہ انہیں پر اعتماد و موکرتا ہے انھیں ”اوتاد الارض
 زمین کی بیخ“ بھی کہا جاتا ہے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان
 علمائے اہل جن کی بدولت زمین سنبھلی ہوئی ہے۔ ایک شاعر
 کہتا ہے :-

تحف بہم بیض الوجوہ وعصبۃ
 کراسی بالاحداث حین تنوب
 اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے کرسی یعنی عالم ہیں جن کو حاد ثوب
 اور مصیبتوں کی خبر دیا کرتی ہے۔

۲۰

مجمع البیان میرے سامنے ہے۔ وسیع کرسی کی چار تا ویس کی ہیں جن میں پہلا نمبر یہ ہے کہ کرسی کے معنی علم ہیں
 وسیع علمہ السموات والارض، عن ابن عباسؓ ابن عباس اور مجاہد کی روایت میں کرسی سے علم مراد
 ومجاہد وهو المراد عن ابی جعفر و ابی ہے۔ امام ابو جعفر اور امام ابو عبد اللہ سے بھی یہی معنی
 عبد اللہ علیہ

مروی ہیں۔

اسمعیلی بھی اسی معنی کے قائل ہیں۔ ”مجلس مؤیدۃ“ کی ایک مجلس اسی کے لئے مخصوص ہے صوفیہ
 بھی اسی جانب مائل ہیں شیخ اکبر محمد الدین بن عربی صاحب فصوص و فتوح اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

وسیع کرسیہ السموات والارض ای علمہ ”وسیع کرسیہ“ میں ”کرسی“ سے مراد اللہ کا علم ہے۔ کرسی
 اذالکرسی مکان العلم الذی هو القلب محل علم ہے اور اسی کا نام قلب ہے یا زید البطامی فرماتے
 لکما قال ابو یزید البطامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ”عارف کے کسی ایک گوشہ قلب میں اگر
 وہ لو وقع العالم و ما فیہ الف الف مرۃ تمام جہان مع اپنے تمام موجودات کے ایک ہی
 فی زاویۃ من ذویا قلب العارف ما احتس مرتبہ نہیں بلکہ ہزار ہزار مرتبہ جا پڑے تو کمال و محبت قلب
 بہ لغایۃ سعۃ“ کے باعث عارف کو یہ محسوس تاک نہ ہو!

اس تصریح نے تمام عقد حل کر دیئے اور بتا دیا کہ جس زبان میں قرآن نازل ہوا ہے اُس میں

کرسی کا مفہوم کیا تھا اور کن مطالب کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا جاتا تھا

۱۷ تفسیر مجمع البیان ج ۱ ص ۱۷۸۔

۱۸ تفسیر ابن عربی ص ۸۹۔